© rasailojaraid.com

شذرات

ہماری عوامی حکومت نے اصلاح اراضی کے سلسلہ میں جو قدم اٹھایا ہے وہ اسلام کے عادلانہ نظام کے عین موافق ہے اور اس میں عوام کی خوشحالی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اس دستور پر عمل رہا کہ اجتماعی اور عوام کی خوشحالی کا خیال رکھا جاتا تھا، معاشرہ کے ہر فرد کا معیشت میں مساوی حق سمجھا جاتا تھا، وقت کے خلیفہ کا بھی بیت المال میں اتنا ہی حق ہوتا تھا جتنا کہ ایک عام آدمی کا۔ کتاب الخراج صـ۲۷ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو اہلِ عراق کی بیوہ عورتوں کو ایسا چھوڑ دوں گا کہ میرے بعد وہ کسی امیر کی محتاج نہ ہونگی۔

اس جبری اصلاح کی تائید سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہے کہ اگر معاشرہ اور اجتماع کا کوئی فرد کسی مادی چیز یا مال کو کسب حلال کے ذریعہ حاصل کرتا ہے تو اس میں وہ تصرف کا حق نہیں رکھتا، یہ بات نہیں ہے بلکہ جو شخص اپنی محنت اور کسب حلال سے کچھ حاصل کرتا ہے تو اس میں وہ تصرف کا بھی حق رکھتا ہے، کیونکہ قبض سے ظاہری طور پر ملک پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ قبض جائز طور پر ہو، مگر اس تصرف کے لئے یہ شرط لگائی گئی ہے کہ اس میں اجتماعی حقوق کی مخالفت نہ ہو ورنہ اس سے ضرور باز پرس ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کے بتائے ہوئے صالح معاشرے کے ہر فرد کے لئے ہاتھ کی کمائی سے کھانا اور محنت مزدوری سے اپنی ضروریات زندگی کو حاصل کرنا اشد ضروری ہے۔ اگر کچھ افراد ہاتھ کی کمائی اور محنت و مزدوری کو چھوڑ کر دوسروں کی کمائی پر نظر جما کر بیٹھ جائیں تو ایسا معاشرہ صالح نہیں کہلاتا، اور جس حکومت کی بنیاد ایسے ناقص معاشرہ پر ہوگی تو ایسی حکومت بھی ایک نہ ایک دن تباہ و برباد ہو کر رہے گی اور مفت خور بھی اپنا برا انجام دیکھیں گے شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس کی صراحت کرتے ہوئے اپنی مشہور عالم تالیف حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:۔

اور اس دور میں حکومتوں کی بربادی کا غالب سبب دو باتیں ہیں:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بیت المال (خزانے) پر (مفت خوروں نے) بار ڈال دیا ہے۔ بعض ان میں سے اپنے آپ کو غازی اور مجاہد سمجھ کر بیت المال سے مال اڑانے کے عادی ہو گئے، اور بعض اپنے آپ کو علما کی حیثیت سے خزانہ کا مستحق جانتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کو اپنے انعام و اکرام سے نواز نا داران کو بخشش اور صلہ دینا سرمایہ داروں کی عادت ہوتی ہے جیسے زاہد اور درباری شعرا بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو بھکاری کہنا مناسب ہے، ان کا مقصد صرف مال جمع کرنا اور اپنا پیٹ بھرنا ہوتا ہے، اس سے قطع نظر کہ معاشرہ کی ضرورت اور مصلحت ان سے پوری ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک جماعت دوسری جماعت کا مقابلہ کرتی ہے، اور پھر آپس میں ایک دوسرے کے لئے معاشی ناہمواری کا باعث بنتی ہے، اور آخر میں یہ لوگ شہر اور معاشرہ پر بوجھ بنتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسان تجار اور صنعت کار پر حکومت نے بھاری ٹیکس لگا رکھے ہیں اور ان کے وصول کرنے میں ان پر سختی اور تشدد روا رکھی جاتی ہے جس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکومت کا وفادار طبقہ بھی ان ٹیکسوں کے بوجھ کے نیچے دبتا اور پیچھے ہٹتا جاتا ہے اور دوسری طرف ایک اور فریق ہے جس نے اس ناجائز تشدد سے تنگ آکر بغاوت کی راہ اختیار کی ہے۔ بہرحال معاشرہ کی بھلائی اس میں ہے کہ کم ٹیکس لگایا جائے اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کا خیال رکھا جائے۔ [1]

[1] حجۃ اللہ البالغہ عربی ج ۱ ص۴۵ طبع مصر منیریہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاہ صاحبؒ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے، باشندگان ملک کی حیثیت مسافر خانہ میں ٹھیرنے والوں کی ہے۔ وہ نظام زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کے عیش و عشرت کی وجہ سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد ختم کر کے عوام کو مساویانہ نظام زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کیا جائے۔ دولت کی اصل بنیاد محنت ہے جب تک کوئی شخص ملک و قوم کے لئے کام نہ کرے ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصہ نہیں، قوم کا عیش پسند طبقہ قوم کے اوپر بھاری بوجھ بن جاتا ہے، محنت کشوں کی کمائی پر نہ کمانے والوں کا قبضہ انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے جو معاشرہ اپنے عوام کی بنیادی ضرورتوں کا کفیل نہ ہو اس کا برباد ہونا ہی بہتر ہے۔ قوم کے بڑے لوگوں کا دنیوی لذتوں میں انہماک سماج کے لئے مہلک مرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ طبقہ واریت اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ انسانی فرد کی تین بنیادی ضرورتوں خوراک، لباس، مکان کا سب سے پہلے پورا ہونا ضروری ہے۔ جس معاشرہ میں لوگوں کے لئے کھانے پینے کا پورا بندوبست نہ ہو اس کے افراد کی اخلاقی حالت گر جاتی ہے اور ان کی دماغی اور ذہنی کیفیت پست ہو جاتی ہے۔ اعتدال پسندی اور متوسط رفاہیت معاشرہ کے لئے اہم چیز ہے ہر شخص کے لئے رہنے کی جگہ ایسی ہونی چاہیئے جس میں سردی اور گرمی سے بچاؤ اور خاندان کے افراد و اسباب کی حفاظت ہو، اس کا طول و عرض کشادہ فضا وسیع اور اونچائی متوسط ہو، اور یہ اسے آسانی سے میسر ہو۔

بہر حال عوامی حکومت کے قائدا نتخاب کے دوران عوام کی خوشحالی کے لئے اسلامی سوشلزم (جس کا موصوف نے کئی بار حکیم اسلام شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے فلسفہ کے شارح مولانا عبید اللہؒ سندھی کے اقتصادی پروگرام سے تفسیر فرمایا تھا) کا عوام سے وعدہ فرمایا تھا، اسکے پورے ہونے کے قوی آثار نظر آرہے ہیں۔ عوام کی اکثر آبادی دیہات میں ہے ان کی خوشحالی ملک کی خوشحالی ہے اور اصلاح اراضی سے ان کو کافی فائدہ پہنچے گا۔

© rasailojaraid.com